ایوانِ بالا سینیٹ میں معرکۂ حق و باطل

- قرآن و سنت کو سپریم لاء بنانے کا بل
- اسلام عدل و انصاف میں تفریق کا روادار نہیں
- انصاف کی جلد اور مفت فراہمی حکومت کی ذمہ داری ہے
- اغواء اور بدامنی اور
- موجودہ عدالتی نظام کی زبوں حالی

ذیل میں حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کا ایوان بالا سینیٹ میں ایک اہم خطاب سینیٹ سیکرٹریٹ کی رپورٹ سے اخذ کرکے پیش خدمت ہے، جو ۱۹ اکتوبر سنہ ۸۷ء کو ہوا۔ خدا کرے کہ اس کے اثرات اور نتائج دور رس ہوں "ادارہ"

مولانا سمیع الحق: جناب چیئرمین! میری گذارش یہ ہے کہ سینیٹ ایک اہم ترین اور وقیع ادارہ ہے۔ یہاں کے ممبران کو بھی یہ پورا حق حاصل ہے کہ وہ ایک بل کا بغور مطالعہ کریں، اس پر اپنی رائے ظاہر کریں۔ پرسوں رات ہم نے دس منٹ میں پانچ بل پاس کر دیئے، اس کا اچھا اثر بھی ملک پر نہیں پڑا۔ اب مثلاً یہ بل ہے جو ابھی ہمارے سامنے آیا ہے، جس پر ہم نے ابھی تک ایک نظر بھی نہیں ڈالی ہے۔ اس طرح سینیٹ میں ہر بل کو فوراً منظور کر دینا، خود سینیٹ کے حق میں بہتر نہیں ہے۔ ہم نے تو ہمیشہ مفاہمت کے جذبہ کے تحت کسی معاملے کو اُلجھانے کی کوشش نہیں کی ہے، جو بھی معقول چیز قومی اسمبلی سے آئی ہے، سینیٹ نے اس کو منظور کیا ہے، لیکن ہم نے اس دو ڈھائی سال کے عرصہ میں صرف ایک بل قومی اسمبلی کو بھیجا ہے جو کہ اہم ترین بل ہے جسے سینیٹ نے متفقہ طور پر پاس کیا تھا، جو کہ نواں ترمیمی بل ہے۔ افسوس یہ ہے کہ قومی اسمبلی نے سینیٹ کے اِس پاس شدہ بل پر اس دلچسپی کا اظہار نہیں کیا اور نہ ہی وہ اہمیت دی ہے جو اسے دینی چاہیئے تھی، حالانکہ وہ بل قرآن و سنت کو سپریم لاء بنانے کے بارے میں تھا، جس کے بارے میں کسی کی بھی دو رائے نہیں ہوسکتی تھیں لیکن پتہ نہیں ہے کہ قومی اسمبلی نے اس کو کیوں سرد خانے میں ڈال دیا ہے۔

دوسری طرف اگر ہمارے پاس کوئی بل آتا ہے تو اسے قواعد ضوابط سے الگ تھلگ رکھ کر، قواعد میں جو گنجائش بھی ہوتی ہے، اس سے الگ رہ کر پاس کرالیا جاتا ہے، اس لئے میں بھی اس حق میں ہوں کہ یہ بڑی معقول تجویز ہے کہ ہمیں اس پر غور کرنے کا موقع دیا جائے اور اسے منتخبہ کمیٹی کے حوالے کیا جائے، خواہ اس کے لئے ایک محدود وقت ہی کیوں نہ مقرر کیا جائے جو کہ دس پندرہ دن کا ہی کیوں نہ ہو۔ اس عرصہ میں ہم اس

پر غور کر سکیں کہ یہ نہایت اہم بل ہے۔ اندیشہ ہے۔ پتہ نہیں کہ اس سے قوم اور عام شہریوں کے لئے۔۔۔ تو میں بھی یہ تجویز پیش کرونگا کہ اس کو سٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔ آپ ایک محدود وقت مقرر کر دیں کہ وہ اس وقت میں اپنی رائے ہاؤس میں پیش کر دیں۔ میرے عرض کر دینے کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں کچھ وقت تو ملے جس میں ہم اس پر کچھ غور و فکر کر سکیں۔

مولانا سمیع الحق جناب چیئرمین صاحب! بہتر صورت تو یہی ہوتی کہ ہمیں اس بل پر جیسا کہ اس کا تقاضا ہے، اس پر غور و فکر کا موقع دیا جاتا، اس کا ہم جائزہ لیتے لیکن بہرحال جو موٹی موٹی چیزیں سامنے ہیں ان پر میں دو، تین منٹ گذارش کرونگا، ایک تو یہ بل ایک آرڈیننس کی شکل میں اسمبلی میں آیا، اور وہاں سے سینٹ میں آیا، تو مناسب تو یہ تھا کہ قومی اسمبلی اور سینیٹ اور یہ جمہوری ادارے قائم ہیں تو آرڈیننس جاری کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی اور فوری طور پر کوئی مسئلہ پیش ہو تو اجلاس بلایا جا سکتا تھا، کم از کم میں نہیں سمجھتا ہوں، شاید مجھے ضوابط اور قواعد اور قانون کا اتنا علم نہیں، کہ ایک طرف تو جناب صدر محترم کہہ دیتے ہیں کہ اسلامی نظام کا نفاذ آرڈیننس کے ذریعے نہیں کیا جا سکتا۔ پچھلے دنوں انہوں نے واضح طور پر کہا تھا کہ اس کام کے لئے آرڈر جاری نہیں کیا جا سکتا اور اس کے لئے جمہوری ادارے اور پارلیمنٹ موجود ہے۔ ایسے کوئی مسائل جب سامنے آتے ہیں تو وہاں ان کا معیار الگ ہوتا ہے، وہ آرڈیننس جاری کر لیتے ہیں اور پھر جمہوری اداروں کے پاس بھیجتے ہیں توثیق کے لئے۔ تو یہ دوھرا نظام اسلام کے بارے میں، کسی بل کے بارے میں اور کسی آرڈیننس کے بارے میں اور امور کے بارے میں کیوں ہے؟

دوسری گذارش یہ ہے کہ ابھی پچھلے دنوں ہم ایک بل پاس کر چکے ہیں، اگر اس بل سے بھی تخریب کاری فتنہ فساد اور جو سازشیں ملک دشمن عناصر کرتے ہیں اُن کو روکنا مقصود تھا، تو تخریب کاری کے بارے میں جو بل پاس ہوا ہے، اس سے یہ مقصد حاصل ہو سکتا تھا۔ اگر اس میں کچھ کمی تھی اور کچھ تقاضے تھے تو وہ بھی اس ایک بل میں ڈال دیئے جاتے اور قوم کے سامنے ایک ہی چیز آجاتی لیکن اس بل کے فوراً بعد اس بل کو دوبارہ پیش کرنا، اس میں یہ خطرات ہیں کہ خدانخواستہ اس سے غلط فائدہ نہ اٹھایا جائے۔ اس بل سے مخصوص مفادات حاصل ہوں اور اس بل سے سیاسی مخالفین کے خلاف استعمال کیا جا سکتا ہے، یہ خدشات اپنی جگہ موجود ہیں۔ اب اس بل کی دفعہ ۲ میں کہا گیا ہے جو سامنے ہے بلکہ دفعہ ۳ میں یہ کہا گیا ہے کہ اگر حکومت کی یہ رائے ہو کسی جرم سے متعلق کسی مقدمہ کی مفاد عامہ میں فوری سماعت ہونا اور فیصلہ ہونا چاہیئے تو حکم دے سکیگی کہ اس مقدمہ کی سماعت خصوصی عدالت کے ذریعے کی جائے اس معاملے میں اصولی بات یہی ہے کہ ظالم کو ظلم کی سزا دی جائے اور مظلوم کو انصاف ملے اور مجرم کو عبرتناک سزا ہو۔ یہ عدل و انصاف کا مسئلہ ہے۔ اس میں اسلام کی نظر

میں کوئی تفریق ہے ہی نہیں کہ کوئی معاملہ ایسا اہم ہے اور کوئی غیر اہم ہے۔ اسلام کی نظر میں ہر ظالم کو فوری طور پر سزا ملنی چاہیئے، یہ حکومت کی رائے پر نہیں ہے بلکہ حکومت کا فریضہ ہے کہ کہیں بھی کوئی زیادتی اور ظلم ہوا ہے تو ایسا نظام حکومت کو بنانا چاہیئے کہ فوراً مجرم کو سزا ملے اور مظلوم کو فوراً انصاف اس کے گھر تک پہنچایا جائے۔ یہاں سستے اور مہنگے انصاف کا بھی تصور نہیں ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ حکومت سستا انصاف فراہم کرے، حکومت کا فرض ہے کہ سستا نہیں بلکہ مفت انصاف فراہم کرے۔ یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی واضح ہدایات ہیں، اس کے گھر تک تم خود انصاف پہنچاؤ گے، یہ حکومت کا فریضہ ہے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ دریائے فرات کے کنارے اگر کوئی کتا بھوک سے مر جائے یا اس سے زیادتی ہو تو اس کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ مجھ سے پوچھے گا۔

اور اگر کسی خارش زدہ اونٹ کو دوائی نہ ملے، جانوروں اور کتوں کے بارے میں بھی باز پرس ہوگی، انسان تو بڑی چیز ہے۔ یہاں تو عدالتی نظام اس سسٹم کے تحت چل رہا ہے، اس سے مظلوم ۳۰، ۴۰، ۵۰ سال تک تڑپتا رہتا ہے اور ظالم کو سزا نہیں ملتی، اس کی دادرسی نہیں کی جاتی، ابھی پتہ نہیں ایک شخص ۲۲ سال یا ۲۳ سال بعد بے گناہ جیل سے رہا ہو کر آیا اور خود صدر صاحب نے محسوس کیا کہ میں اس کے گھر جا کر اس کی کچھ تسلی کروں! ——— اس ملک میں ایک شخص کو بے گناہ ۲۲، ۲۳ سال جیل میں رکھا گیا ہے تو یہ سارا عدالتی نظام اس بات کا متقاضی ہے کہ اس کی فوری سماعت کرے اور غریب کی فوری دادرسی کی جائے اور ملزم کو سزا ملے۔ چار چار نسلوں تک مقدمات چلتے رہتے ہیں۔ اب یہ حکومت کی رائے پر نہیں چھوڑنا چاہیئے بلکہ حکومت کا فریضہ ہو کہ عدالت اور عدلیہ کا سارا سسٹم ہی تبدیل کرے، پھر مجرم اس طرح آزاد گھومتا پھرتا نہیں رہیگا اور نہ وہ روپے پیسے سے انصاف کو خرید سکیگا تو اصل معاملہ عدالتی نظام کا ہے جن کے بارے میں پچھلے دنوں وزیر قانون نے بار بار کہا ہے کہ موجودہ عدالتی نظام جو ہے وہ فوری انصاف فراہم کرنے میں ناکام رہا ہے، جب یہ صورت حال ہے تو پھر حکومت پر نہیں چھوڑنا چاہیئے کہ فلاں معاملہ ہے، اس کو خصوصی عدالت میں لے جائیں اور دوسرا نہ لے جائیں ——— تھ

پھر آگے چل کر پتہ چلتا ہے کہ حکومت کو خصوصی عدالتوں پر بھی اعتماد نہیں رہا۔ ان خصوصی عدالتوں پر بھی اعتماد ہوتا تو دفعہ ۶ میں کہا گیا ہے اگر ایک خصوصی عدالت قائم بھی ہو جائے اور وہ کسی مقدمہ کی سماعت کرے، پھر بھی یہ گنجائش رکھی گئی ہے کہ اس خصوصی عدالت سے مقدمہ دوسری خصوصی عدالت میں منتقل کر سکیگی۔ اگر فوری انصاف مہیا کرنا مقصد تھا تو ایک خصوصی عدالت ہی کافی تھا، اس سے یہ خدشہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر وہ خصوصی عدالت حکومت کے مفادات کا تحفظ نہ کر سکے یا وہ ڈٹ جائے

کہ میں کوئی ایسی صورت اختیار نہیں کرونگا جس سے کسی کو غلط سزا ملے۔ تو پھر حکومت نے اپنے لئے یہ گنجائش بھی رکھی ہے کہ ایک عدالت سے پھر اس کو دوسری عدالت میں لے جائے۔ اگر بات فوری انصاف مہیا کرنے کی تھی تو ایک خصوصی عدالت اس کے لئے کافی تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حکومت کو اپنے کسی ایسے قائم شدہ خصوصی عدالت پر بھی اعتماد نہیں ہے اور اس سے خدشات کی اور تقویت ہوتی ہے کہ حکومت جو کچھ کرانا چاہے گی اس کے لئے اس نے کئی راستے کھلے رکھے ہونگے۔ کچھ اصل چیزیں جو اس بل میں رہ گئی ہیں جو توجہ کی مستحق تھیں، اس سے بالکل صرف نظر کیا گیا ہے اور دو چار چیزیں سرسری میری نگاہ میں آگئی ہیں کیونکہ ایوان نے یہ موقع نہیں دیا اور اسے فوری طور پر زیر بحث لانے کی رائے دی۔ اصل مسئلہ اس ملک میں خواتین کی بے حرمتی کا ہے اور ان پر دست اندازی، خواتین کا اغواء اور ایسی کئی چیزیں ہیں۔ اس بل میں ایسی کوئی بات نہیں ہے جس سے خواتین کی بے حرمتی کا انسداد ہوتا ہو پچھلے دنوں اس سلسلے میں قومی اسمبلی کی خواتین نے واک آؤٹ بھی کیا تھا کہ بہت ظالمانہ اور شرمناک حرکتیں کی گئیں۔ برسرعام بعض خواتین کے تقدس کو پامال کیا گیا، ان کو ننگا کیا گیا۔ گاؤں کے گاؤں نے پنجاب میں اور دوسری جگہ نظارے دیکھے اور اس کیلئے ہمارے پاس فوری انصاف مہیا کرنے کا کوئی راستہ نہیں تھا، تو اس بل میں کوئی ایسی دفعہ نہیں ہے جس سے خواتین کی بے حرمتی کا انسداد بھی کرلیا جاتا۔ یہ ایک سیریس مسئلہ ہے، سب سے بڑا مسئلہ جو بم بلاسٹنگ اور دھماکوں کا ہے۔ آپ ہمیں بتا دیں اس بل میں کونسی ایسی دفعہ ہے یا کونسی ایسی چیز ہے جس سے بموں کے دھماکے کا انسداد کیا گیا ہو اور اس کے لئے قطعی راستہ کھولا گیا ہو۔ ان چیزوں کے بارے میں تو ہم خصوصی عدالتیں قائم نہیں کرسکینگے لیکن عام شہریوں کے جو مسائل ہیں اس کے لئے ہم نے کئی دفعات رکھے ہیں۔ اصل تخریب کاری کا جو سلسلہ پورے ملک میں ہے، اس کے بارے میں یہ بل بالکل خاموش ہے۔

بدقسمتی سے تیسرا مسئلہ اس ملک کے بعض علاقوں میں جو انتہائی اذیت کا باعث ہے کہ ایک پرامن شہری کو دن دھاڑے اغواء کرلیا جاتا ہے اور وہ شہری ایک علاقے سے دوسرے علاقے لے جایا جاتا ہے اس نے کوئی جرم نہیں کیا ہوتا، نہ قتل کیا ہوتا ہے۔ اسکو سرعام لوگ آکر کار میں اٹھا کر لے جاتے ہیں اور بعض علاقوں میں رکھ لیتے ہیں۔ پھر وہاں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ دس لاکھ، بارہ لاکھ، بیس لاکھ روپے آپ دیدینگے تب ہم اس آدمی کو چھوڑینگے۔ اس حد تک ظلم ہے کہ اس آدمی کو وہاں رکھ کر جو کھانا وغیرہ کھلایا جاتا ہے، اس کا بل بھی ساتھ ساتھ بنایا جاتا ہے کہ جب اس کو دوبارہ بلایا جائیگا تو اس کا بل لیا جائے گا۔ ہمارے ایک دوست کو اغواء کیا گیا، اس کے لئے ہم نے بڑی جدوجہد کی۔ آخر جب اس کو لانے کیلئے معاہدہ ہوگیا تو انہوں نے اخبار کا بل بھی پیش کردیا کہ یہ ہر روز اخبار مانگتا تھا، اتنا اس پر خرچ آیا ہے۔ اس

معاملے کو بڑا حساس مسئلہ سمجھنا چاہیئے تھا اور جو بدبخت ایسے تخریبکار ہیں جو معزز اور غیور پٹھانوں اور قبائلی انسانوں کی بدنامی کا باعث بن گئے ہیں یا سندھ کے بعض علاقوں میں وہ جنگلات میں لے جاتے ہیں آدمی کو اغواء کر کے ۲۰، ۲۰/ ۳۰ اور ۵۰/ ۵۰ لاکھ روپے پر سودے ہوتے ہیں، کراچی میں ابھی کتنے سیٹھ اغواء ہوئے، ان کو کونسی دفعہ کے ماتحت آپ نے اس بل میں رکھا ہے۔ یہی صورت حال آئے دن گاڑیوں کے اغواء کا ہے۔ گاڑی اغواء کر لی جاتی ہے پھر آدمی خود وہاں جا کر اپنی گاڑی خریدتا ہے، بہرحال اصل مسئلہ جو ان تمام مصیبتوں کا حل ہے، وہ تو ہم بار بار کہتے ہیں آپ کہینگے کہ آپ بار بار یہ بات دوھراتے ہیں۔ سارا مسئلہ ظلم و بربریت فساد اور تخریب کاری کا اسلامی قوانین کے نفاذ سے حل ہو سکتا تھا۔

مولانا سمیع الحق اصل نسخے کی طرف تو ہم آتے نہیں ہیں، باہر سے مرہم پٹی کرتے رہتے ہیں، اندر لاوہ پکتا رہتا ہے اور یہ لاوہ اسطرح پھوٹتا رہے گا۔ ان چھوٹی چھوٹی مرہم پٹیوں سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ آپ نے حدود آرڈیننس جاری کر دیا تھا لیکن اگر حدود آرڈیننس عملاً نافذ کر دیا جاتا تو اس کے تحت تخریب کاری نہیں ہو سکتی، سرقہ، ڈاکہ اور سڑکوں وغیرہ کو روکنا، ان سب کی واضح طور پر قرآن شریف میں سزائیں مقرر ہیں۔ آپ نے حدود آرڈیننس کی شکل میں اس کو نافذ کیا لیکن عملاً اس کو نافذ نہیں ہونے دیا۔ اس طرح معاملہ جوں کا توں رہا، کسی کو سزا نہیں مل سکی، بات ساری عمل کی ہے، نظام کی تبدیلی کی ہے۔ اگر پیچھے نظام وہی ہے تو بے شک آپ ھزاروں بل پاس کریں، ان کے سامنے رکھیں، ہزاروں عدالتیں بنائیں مگر قواعد و ضوابط وہی رہینگے، وھی قانونِ شہادت رہیگا یعنی ساری جوں کی توں ہی رہیگی ـــــ شاید اس طرح حکومت کچھ سیاسی مقاصد تو حاصل کر سکے لیکن جو اصل بیماری ہے یا خرابی ہے، اس کا استحصال ہم نہیں کر سکینگے۔ اس لئے میں مودبانہ گزارش کرونگا کہ ان خامیوں کی طرف توجہ کی جائے اور اس بل میں جو خامیاں ہیں جو واقعی آپ کو (وزیر قانون صاحب) محسوس ہوتی ہیں، ان کو دور کیا جائے اور جو گزارشات میں نے پیش کی ہیں، ان کو اس بل میں شامل کیا جائے۔

موتمر المصنفین کی پیشکش

دعواتِ حق (جلد اول)

از شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ العالی

خطبات، مواعظ اور ارشادات کا عظیم الشان مجموعہ علم و حکمت کا گنجینہ جسے بلحاظ قومی و ملی پریس سراہا اور اہل علم، طلبا اور تعلیمیافتہ طبقے نے ہاتھوں ہاتھ لیا، دین، شریعت، اخلاق و معاشرت، علم و عمل، عروج و زوال، نبوت و رسالت، شریعت و طریقت کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس پر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے عام فہم اور درد و سوز میں ڈوبے ہوئے انداز میں گفتگو نہ کی ہے دلوں کو گرمانے والی، ایمانی و اصلاحی انقلاب پیدا کرنے والی ایمان آفرین کتاب ، عمدہ کتابت و طباعت، بہترین جلد، صفحات ۶۲۵، قیمت /۵۰

* موتمر المصنفین، دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور